السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

سوال یوں ہے کہ ترمذی کی روایت 3095 جس کی سند کچھ اس طرح ہے:

"حَدَّثَنَا الحُسَيْنُ بْنُ يَزِيدَ الكُوفِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ، عَنْ غُطَيْفِ بْنِ أَعْيَنَ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي عُنُقِي صَلِيبٌ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ: «يَا عَدِيُّ اطْرَحْ عَنْكَ هَذَا الوَثَنَ"

شیخ صاحب! سوال یہ ہے کہ بعض احباب اس روایت کو صحیح/حسن بتلاتے ہیں۔ کیا شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو صحیح ترمذی 3095 میں ذکر کیا ہے؟ جبکہ انوار الصحیفہ فی الاحادیث الضعیفۃ من السنن الاربعہ صفحہ 280 روایت نمبر 3095 میں غطیف کو ضعیف لکھا ہوا دیکھا ہے۔ اس کے ضعف کی کیا وجوہات ہیں؟ اور کیا اس روایت کے کوئی صحیح یا حسن شاہد ہیں؟

اس سلسلے میں ابوالبختری کا قول جو حسن درجے کا ہے جامع البیان العلم وفضلہ میں اس بارے میں کیا لکھا ہے۔) میں نے سنا ہے کہ روایت حسن ہے، واللہ اعلم) اور اس کی جلد نمبر اور رقم (شمار) نمبر بھی بتلائیے اور کیا واقعی وہ سند حسن ہے؟ اس بارے میں تفصیلاً جوابی لفافے میں جواب دیجئے، ان شاء اللہ۔ جزاک اللہ خیراً (سائل۔ ز عیم پشاور)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

آیت "اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ" کی تشریح میں دو روایات ہیں۔

1۔ مرفوع:۔

سیدنا عدی بن حاتم الطائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میں نے سونے کی ایک صلیب گردن میں لٹکا رکھی تھی، تو آپ نے فرمایا: اے عدی! اس بت کو اتار پھینکو۔ اور میں نے آپ کو سورۃ التوبۃ کی آیت: "اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ" پڑھتے ہوئے سنا، آپ نے فرمایا: انھوں نے ان کی عبادت نہیں کی لیکن جب وہ کسی چیز کو حلال قرار دیتے تو یہ اسے حلال سمجھتے اور جسے حرام قرار دیتے تو یہ اُسے حرام سمجھتے تھے۔ (سنن ترمذی: 3095 السنن الکبریٰ للبیہقی 10/116 التاریخ الکبیر للبخاری 7/106 المعجم الکبیر للطبرانی 17/92 ح 218۔219 تفسیر ابن جریر 5/864 ح 16640۔ 16641 اور السلسلۃ الصحیحہ 7/861 ح 3293)

اس روایت کی سند میں غطیف بن اعین ضعیف راوی ہے۔

1۔ دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے الضعفاء والمترو کین (430) میں ذکر کیا۔

2۔ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے الضعفاء والمترو کین (2/247 ت 2686) میں ذکر کیا۔

3۔ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے دیوان الضعفاء والمترو کین میں درج کیا۔ (2/230 ت 3333)

4۔ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "ضعیف" (تقریب التہذیب: 5364)

ان کے مقابلے میں ابن حبان نے اسے کتاب الثقات (7/311) میں ذکر کیا اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا قول مختلف فیہ ہے۔ کئی نسخوں میں صرف غریب کا لفظ ہے۔ (دیکھئے تحفۃ الاشراف 2847 ت 9877 الاحکام الکبریٰ لعبد الحق الاشبیلی 4/117 اور تہذیب الکمال 6/13 وغیرہ)

بعض نسخوں میں حسن غریب کا لفظ ہے۔ اگر اسے ثابت مانا جائے تو یہ دو توثیقیں ہیں جو جمہور کی جرح کے مقابلے میں مرجوح ہیں، لہٰذا یہ راوی ضعیف ہی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کے دو شواہد ذکر کیے ہیں:

1۔ عامر بن سعد عن عدی بن حاتم (الکافی الشاف 12/264)

اس کی سند میں واقدی کذاب ہے اور واقدی تک سند نا معلوم ہے۔

۔ عطاء بن یسار عن عدی بن حاتم (ایضاً) اس کی سند نا معلوم ہے۔2

بے سند روایتیں مردود ہوتی ہیں لہذا شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کا دوسری سند کے ساتھ ملا کر اسے "حسن ان شاء اللہ" قرار دینا عجوبہ ہے۔

2۔: موقوف۔

سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا ان لوگوں نے ان احبار و رہبان کی عبادت کی تھی؟ تو انھوں نے فرمایا: نہیں! جب وہ کسی چیز کو حلال قرار دیتے تو یہ اُسے حلال سمجھتے تھے اور جب وہ کسی چیز کو اُن پر حرام قرار دیتے تو یہ اُسے حرام سمجھتے تھے۔

تفسیر عبدالرزاق(1073) تفسیر ابن جریر الطبری(5/865 ح16643) السنن الکبریٰ للبیہقی(10/116) شعب الایمان: 9394 بلون آخر، دوسرا نسخہ: 8948) جامع بیان العلم وفضلہ لابن عبدالبر(2/219 ح949) اور السلسلۃ الصحیحۃ(7/865)

یہ سند انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔ ابو البختری سعید بن فیروز الطائی کی سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں۔ حافظ علائی نے لکھا ہے:

"سعید بن فیروز أبو البختري الطائي کثیر الإرسال عن عمر و علي وابن مسعود و حذیفۃ وغیرہم رضی اللہ عنہم"

(جامع التحصیل ص183)

شیخ البانی نے بھی اس سند کا مرسل (یعنی منقطع) ہونا تسلیم کیا ہے۔ (حوالہ مذکورہ ص865) اور یہ معلوم ہے کہ مرسل و منقطع روایت مردود کی ایک قسم ہے۔

تفسیر سعید بن منصور میں لکھا ہوا ہے:

حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: نَا الْعَوَّامُ بْنُ حَوْشَبٍ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو الْبَخْتَرِيِّ الطَّائِيُّ، قَالَ: قَالَ لِي حُذَيْفَةُ: "أَرَأَيْتَ قَوْلَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ {اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ} [التوبة: 31] فَقَالَ حُذَيْفَةُ: «أَمَا إِنَّهُمْ لَمْ يُصَلُّوا لَهُمْ، وَلَكِنَّهُمْ كَانُوا مَا أَحَلُّوا لَهُمْ مِنْ حَرَامٍ اسْتَحَلُّوهُ، وَمَا حَرَّمُوا عَلَيْهِمْ مِنَ الْحَرَامِ حَرَّمُوهُ فَتِلْكَ رُبُوبِيَّتُهُمْ" (5/245۔246)

اس روایت کی سند ابو البختری الطائی تک صحیح ہے، لیکن سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ "لی" کا لفظ کاتب یا ناسخ کی خطا ہے۔[1] اس کے علاوہ باقی تمام کتابوں میں یہ روایت سماع کی تصریح کے بغیر ہے۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ سعید بن منصور رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت اسی طرح "قال لی" کے ساتھ بیان کی تھی تو پھر موقوف سند صحیح ہے۔ واللہ اعلم۔

تنبیہ:۔

جامع بیان العلم وفضلہ (2/219 ح48) میں اس مفہوم کی ایک روایت (صحیح سند کے ساتھ) ابو الاحوص سلام بن سلیم الحنفی الکوفی سے عن عطاء بن السائب عن ابی البختری کی سند کے ساتھ مروی ہے یعنی یہ صرف ابو البختری کا اپنا قول ہے۔

ابو الاحوص کا شمار عطا بن السائب کے قدیم شاگردوں میں نہیں۔ (دیکھئے اختصار علوم الحدیث بتحقیقی ص166) لہذا یہ مقطوع سند بھی ضعیف ہے۔ واللہ اعلم

آپ نے اس تحقیق سے دیکھ لیا کہ یہ روایت اپنی تمام سندوں کے ساتھ ضعیف و مردود ہی ہے اور اسی بات کو انوار الصحیفہ میں اختصار پیش نظر رکھتے ہوئے درج ذیل الفاظ کے ساتھ لکھا گیا ہے:

(غطیف: ضعیف (تق: ٥٣٦٤) وللحدیث شاہد موقوف عند الطبري في تفسیرہ (١-/٨١) وسندہ ضعیف منقطع" (ص ٢٨١"

اگر کوئی کہے کہ اس آیت کا مطلب کیا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے مراد یہی ہے کہ یہود و نصاریٰ نے اپنے احبار و رہبان کو اس طرح سے رب بنا لیا کہ اللہ کی نافرمانی میں ان کی اطاعت کی، جسے احبار و رہبان نے حلال قرار دیا تو اسے حلال سمجھا اور جسے انھوں نے حرام قرار دیا تو اسے حرام سمجھا، چاہے یہ تحلیل و تحریم وحی الٰہی اور آثار انبیاء علیہ السلام کے سراسر خلاف تھی۔ (دیکھئے تفسیر ابن جریر 5/863 اور تفسیر بغوی 2/285 وغیرہما)

ضعیف روایات کو خواہ مخواہ جمع تفریق کر کے حسن لغیرہ قرار دینا متقدمین محدثین سے ہرگز ثابت نہیں اور نہ متاخرین کا اس (ضعیف + ضعیف) پر کلیتاً عمل ہے۔

(اپنی مرضی کی روایات کو حسن لغیرہ بنا دینا اور مخالفین کی کئی سندوں والی روایات کو ضعیف، شاذ اور منکر قرار دے کر رد کر دینا دوغلی پالیسی کے سوا کچھ نہیں۔ (16/مئی/2013ء

---

[1] غالب گمان یہی ہے کہ یہ "قال لی حذیفۃ" کی بجائے "قیل نا حذیفۃ" ہے، جیسا کہ جامع البیان للطبری (5/864) میں مذکور ہے۔ واللہ اعلم۔ ندیم ظہیر۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاوی علمیہ

جلد3۔توحید وسنت کے مسائل-صفحہ82

محدث فتویٰ